راجہ درگا پرساد مہر سندیلوی کی فارسی تاریخ نگاری

احمد نوید یاسر اذلان حیدر
ایڈیٹر دبیر، دبیر حسن میموریل لائبریری، لکھنؤ یوپی، انڈیا

PERSIAN HISTRIOGRAPHY
OF RAJA DURGA PARSAD MEHAR SANDELVI

Ahmad Naveed Yasir Azlaan Haider
Editor Dabeer, Dabeer Hasan Memorial Labrary, Lucknow, India

Abstract

There rose many men of letter in the Sub-continent who opted Persian language for their literary endeavors. The list includes names other than Muslims. Raja Durga Parsad Mehar Sandailvi was such a personality. He was one of the dynamic personalities of the Sub-continent who lived in 19th century. Unfortunately, no proper research work has yet been done on his literary and poetic achievements. He had written both in Urdu and Persian. This article is confined to study his Persian historiography.

Keywords: لکھنو، دہلی، سندیلہ، فتح پور، غازی الدین حیدر، مولانا ظہور حسن لکھنوی، ملیح آباد، فارسی

مہر سندیلوی اپنے عہد کی ہمہ جہت شخصیات میں سے ایک تھے۔ انھوں نے جس قصبہ میں آنکھ کھولی اور نشو ونما پائی وہ قصبہ اپنی تاریخی قدامت اور علمی استعداد کے لیے ہمیشہ سے مشہور زمانہ رہا ہے۔ یہ قصبہ لکھنؤ دہلی شاہراہ پر لکھنؤ اور ہردوئی سے یکساں دوری (۴۹ کیلومیٹر) پر واقع ہے، اس قصبہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ کچھ اس کا مآخذ سند اللہ اور کچھ سانڈل بتاتے ہیں۔ بہر حال قصبۂ مردم خیز یعنی سندیلہ نے کئی قد آور شخصیتوں کو جنم دیا جن میں ایک شخصیت راجہ درگا پرساد مہر سندیلوی کی بھی ہے۔ مہر سندیلوی ان صاحبان کمال میں سے ہیں جن کی ہستی اور فارسی و اردو ادب میں بنائے گئے بے شمار نقش ونگار کو وقت کے فولادی ہاتھوں نے طاق نسیاں بنا دیا۔ درگا پرساد کے ایک بزرگ رائے کنورسین کو عہد نواب شجاع الدولہ (۱۷۷۵ء-۱۷۵۴ء) میں سندیلہ و ملیح آباد کی چکلہ داری ملی تھی اور تب سے اس خاندان نے قصبہ سندیلہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ درگا پرشاد کی ولادت یہیں ۱۸۴۶ء میں ہوئی۔ سندیلہ سے قبل یہ خاندان دلی میں مقیم تھا۔ وہاں درگا پرساد سے گیارہ پشت قبل راجہ کھیم چند را کبر اعظم کے داروغۂ ڈیوڑھیات کے منصب پر فائز تھے اور نوبینا پانڈے (۱) کے لقب سے مشہور تھے۔ عہد جہانگیری میں غریب داس خلف کھیم چند کو تمام ہندوستان کی وقائع نویسی کے منصب پر فائز کیا گیا تو انھوں نے فتح پور بسواں میں توطن اختیار کیا، نیز یہ کہ اس خاندان کو سلطنت دہلی سے لے کر حکومت اودھ تک ہر زمانہ میں مناصب و خطابات ملتے رہے۔ راجہ کا خطاب اس خاندان کی ایک شخصیت کو غازی الدین حیدر (۲۷-۱۸۱۴ء) کے زمانہ میں مرحمت ہوا اور تب سے یہ لقب اس خاندان کے ہر فرد کے ساتھ جڑ گیا۔ اس سلسلے میں مہر سندیلوی لکھتے ہیں:

> ''الغرض نظامت خیرآباد و محمدی و باڑی و بسواں و سندیلہ و ملیح آباد و بانگرمؤ و سانڈی و موہان و کاکوری و بیسواڑہ ٹنڈیاؤں و جہانگیر آباد و محمود آباد و علاقہ خاص بیت السلطنت لکھنؤ مدت ہا در تحت فرمان این دودمان بود۔۔۔۔۔ درایام غدر خدمت دولت انگلشیہ بجا آوردہ۔ مورد اعز از بے پایاں گردید و در باروریار لارڈ کیننگ گورنر جنرل کشور ہند علاقہ سرسوا، ضلع کھیری مع خلعت گراں بہا علاوہ ریاست موروثی در انعام یافت۔'' (۲)

مہر سندیلوی کی تعلیم پانچ سال کی عمر میں مکتب سے ہوئی مگر ابھی مروجہ نصاب کی تحصیل میں مشغول ہی تھے کہ ان کا خاندان ان کوائف تعطل وتفرقہ کا شکار ہوگیا۔ اس کے بعد غصب اودھ پھر ۱۸۵۷ء کا انقلاب یکے بعد دیگرے ایسے سانحات ہوئے کہ تعلیم کا سلسلہ برقرار نہ رہ سکا۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں مہر کے والد راجہ دھرپت رائے نے انگریزوں کا ساتھ دیا جس کے بدلے میں انھیں اپنے علاقے کے ساتھ ساتھ لکھیم پور کے کسی رئیس کا ضبط شدہ علاقہ 'سرسوا' بھی مل گیا۔ اس انقلاب کے سرد ہونے کے بعد مہر کی تعلیم کا سلسلہ از سر نو شروع ہوا۔ چودھری محمد امیر اس کام کے لیے معین کیے گئے اور پھر بقول مہر راجہ دھرپت رائے خود بڑے صاحب فضل وکمال تھے۔(۳) لہذا انھوں نے اپنے ولی عہد کی تعلیم میں زبردست دلچسپی لی۔ مہر کو فارسی سے بڑی گہری دلچسپی تھی اور پھر ان کے پاس عجم کے علما، فضلا وشعرا کی آمد ورفت بھی رہتی تھی جس سے ان کے ذوق کو اور جلا ملتی تھی۔

مہر سندیلوی نے جب دیکھا کہ فارسی کی جگہ زبان اردو بڑی تیزی سے لے رہی ہے تو انھوں نے اردو کی طرف توجہ دی اور مولانا ظہور حسن لکھنوی سے تلمذ اختیار کیا ان کی صحبت میں مہر کو شعر گوئی کا مذاق بھی پیدا ہوا اور ان کے اس ذوق کی دلیل ان کی تمام منظوم ومنثور تصانیف دے رہی ہیں جو اردو اور فارسی میں ہیں۔ ان کی تصانیف اس طرح ہیں:

گلستان ہند، بوستان ہند، حدیقۂ عشرت، مخزن اخلاق، مثنوی مہر تاباں، مثنوی مہر الفت، تاریخ اجودھیا، پند دل پسند، تاریخ سندیلہ، ارتھ میٹک، جغرافیہ، اردو وفارسی شاعری، سفرنامہ کلکتہ۔

گلستان ہند

گلستان ہند سرزمین ہند کی بہترین اور مسلسل تاریخ ہے، اس کو مصنف نے چار جلدوں میں منقسم کیا ہے۔ یہ کوئین پریس سندیلہ سے ۱۸۹۷ء میں شایع ہوکر منظر پر آئی۔ اس کے بارے میں مصنف کا قول ہے کہ اس نے ایسے حالات قطعات اور تاریخی مثنویوں کا بھی ذکر کیا ہے جو عام طور پر تاریخی کتب میں موجود نہیں۔ جلدوں کی تفصیل اس طرح ہے:

جلد اول: راجھائے ہنود

اس باب کی ابتدا اس طرح ہے: ''جہان جہان جواہر زواہر حمد وثنا نثار بارگاہ مالک الملکی

تو اند بود کہ طوائف سلاطین ربا ہزاران ہزار عظمت و احتشام از افراد بنی آدم برگزیدہ (۴)۔۔۔

اے یافتہ نامہا ز نام تو راج　　شاہان بدرت چو ما بدیشان محتاج
جائے کہ رسید صدمۂ عبرت تو　　نہ پائے بہ کفش ماند نہ فرق محتاج (۵)

اس کے بعد ملکہ وکٹوریہ، گورنر جنرل اور دیگر عہدیداران کی مدح سرائی منظوم و منثور کی گئی ہے اور اپنی پریس کا نام کوئین پریس ملکہ وکٹوریہ کے نام پر رکھنے کی وجہ بتائی ہے۔ ان تمام تفصیلات کے بعد آغاز دنیا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہندو راجاؤں کا ذکر مثلاً راجہ وچھ، راجہ اگنی دہر، راجگان چندربنسی، راجہ سانگن، راجہ بیاس دیو، پانڈووں، ذکر رزم مہابھارت، خاندان کرشن، راجہ پرتھت، راجہ بکرماجیت اور ان کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے راجہ پرتھوی راج چوہان کا ذکر اور پرتھوی راج چوہان کی شہاب الدین محمد غوری کی ہار پر اس باب کا اختتام ہوتا ہے۔

جلد دوم

ہندوستان میں اسلام کی آمد عام طور پر محمد بن قاسم سے مانی جاتی ہے مگر مصنف نے اس باب میں اس بات کی توضیح پیش کی ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد مہلب بن ابی صفرہ کی لشکر کشی سے ہوئی جس کی تفصیل اس طرح ہے:

''آوردہ اند کہ اول از اھل اسلام درین ملک ھند لشکر کشید مہلب بن ابی صفرہ کہ از امرای عرب بود در عہد خلافت حضرت عثمانؓ از حوالی مرو بہ کابل و زابل آمد و از آنجا بہندوستان رسید و دوازدہ ہزار حواری و غلمان اسیر کرد و بسی مردم را بہ کیش احمدی در آوردہ بولایت برگشت (۶)۔۔۔''

اس کے بعد ذکر سلطنت امیر ناصر الدین سبکتگین، اسماعیل، محمود اور اس کے بارہ حملوں کا تفصیلی ذکر، امیر محمود، مسعود، امیر مودود، ابوجعفر مسعود، ابوالحسن علی، سلطان عبد الرشید اور اس کے خاندان کے تمام حکمرانوں کا ذکر کرتے ہوئے سلاطین غور اور سلطان شہاب الدین غوری اس کے بعد مملوک سلاطین پھر خلجیوں کا ذکر کرتے ہوئے، تغلق، لودھی پھر مغلوں میں بہادر شاہ ظفر کے معزول ہونے پر اس باب کا اختتام ہوتا ہے۔

جلد سوم

گلستان ہند کے حصہ میں انگریزوں کی ہندوستان آمد ان کے قبضہ اور تصرف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اس کے بعد صاحبان گورنر جنرل کے اذکار کے ضمن میں افغانستان کی جنگ کا بھی حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ملکہ انگلینڈ کوئین وکٹوریہ کی مدح سرائی کے ساتھ اس باب کا اختتام اس شعر پر ہوتا ہے:

الٰہی تا جہان را نام باشد در جہان باشی
بدولت کامیاب و کام بخش و کامران باشی(۷)

جلد چہارم

کتاب کے اس باب میں مصنف نے اپنے خاندان کے مکمل حالات بیان کیے ہیں۔ اس ضمن میں اپنی سوانح عمری بھی پیش کی ہے۔

بوستان اودھ

یہ اودھ کی عمومی تاریخ ہے جو چھ ابواب پر مشتمل ہے ۔۱۸۹۲ء میں مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ اودھ کی تواریخ میں اسے نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے۔ تصنیف کی ابتدا میں لکھتے ہیں:

نغمہ سرای مطرب خوش نوائے خامہ در بزم دلفریب سخن بحمد وثنائے محمود یست کہ بادشاہان آفاق ستان وشاہان عظمت نشان سر بر خط فرمانش نہادہ غبار درگاہش سرمۂ چشم عقیدت ساختہ اند وترانہ سنجی عندلیب ہزار داستان زبان در بہارستان معانی بحمدت و سپاس معبودیست کہ سلاطین جہانگیر وفرماندہان با اکلیل وسریر طیلسان غلامیش بر دوش انداختہ خاک آستانش غازہ روے ارادت نمودہ اند۔ کریمی کہ اگر ابر رحمتش بہ گوہر نشانی درآید کشت آرزوے نامرادان بساعتے سیراب گشتہ رشک افزاے نزہت عذارمہ جبینان گردد۔ ورحیمی کہ اگر دریاے کرمش بجوش رسد نامۂ اعمال سیہ کاران بہ دمی شست وشو یافتہ رخسار سمن رویان شود۔ نظم:

صانع بے عیب ز علت برے　　　نور فزاے قمر و مشترے

حجلہ کش جلوہ بکران باغ   خاص کن عطر بقصر دماغ

نقش طرازے کہ بصنع بدیع   راند قلم بر صفحات ربیع (۸)

حمد و سپاس ایزدی کے بعد اپنے والد بزرگوار کی مدح سرائی کی ہے، اور اس کے بعد اودھ کی تاریخ تحریر کرنے کی وجہ بیان کی ہے۔ تقسیم ابواب کے ذکر کے بعد دفتر اول کی ابتدا ہوتی ہے۔

دفتر اول: ذکر بادشاہان ہنود

اس دفتر میں اودھ کی ہندو حکومت کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور اس کو دس قسموں میں بانٹا گیا ہے:

الف: ذکر سلطنت راجہ دسرتھ و ولادت سری رام چندر (۹): باب کے حصہ میں مصنف نے اودھ یعنی اجودھیا مملکت کی اوصاف، دل نشینی، خوب صورتی، یہاں کے راجگان، اور باشندگان کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد راجہ دشرتھ اور ان کی رانیوں کا ذکر کیا ہے اور راجہ دشرتھ کے یہاں اولاد نہ ہونے کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ایک مدت کے بعد منتوں اور مرادوں سے ان کے یہاں اولاد پیدا ہوتی ہے جس کا بیان اس طرح دل نشین و دل فریب انداز میں کیا ہے:

''تا بعد مدتے بدبد بہ برکت جگ اسومید الطبن مقدس وصمت وعفت مآب، عظمت وتقدس قباب، بانوے سراپردۂ حیا، مستورہ نقاب عز واعتلا، مخدرہ سرادق ودولت، خاتون حجلہ عزت، واسطۂ ظہور انوار الٰہی ذریعہ انکشاف رموز رحمت نامتناہی، ولیہ جہان وجہانیان، مالکہ زمین زمانیان، رانی کوشلا بتاریخ نہم از بہرہ دوم ماہ چیت کہ انوار رحمت الٰہی بر ساکنان بحر وبر نزول شرف می نمود واز زمانہ را ابر طالع سعادت مطالع خویش نازی بیکران بود، فروزندہ گوہر بختیاری، فرازندہ لوائے شہریاری، مصدر غرائب کرامات، مظہر رموز ونکات محرم اسرار کونی الٰہی، واقف دقائق سفیدی وسیاہی مالک دین ودنیا، وارث تخت نگین، سری رام چندر با اقبال یار، وطالع بیدار قدم از عالم قدس بعالم ظہور گذاشتند''۔ (۱۰)

ولادت رام چندر کے بعد پے در پے رانی کیکئی کے یہاں بھرت اور رانی سومترا کے یہاں لچھمن اور شترودھن کی ولادت کا ذکر کیا ہے۔ پورے اجودھیا میں جشن و مسرت کا ماحول برپا ہو جاتا ہے

مصنف جو شاعر بھی ہے اس نے ان اشعار کے ذریعہ اس زمانہ کے جشن نشاط کا عکس کھینچا ہے:

للہ احمد از پے جاہ و جلال روزگار   گوہرے مجد از محیط عدل آمد کنار

طائرے از آشیان جاہ وجود آمد پدید   کوکبی از اوج عز و ناز گردید آشکار

گلبنی اینگونہ بنمودند در دور چمن   لالہ ز نیگونہ نکشود از میان لالہ زار (۱۱)

ب: ذکر آمدن بسوامتر زاھد پیش راجۂ دسرتھ و بردن رام چندر را بجہت دفع دیوان خونخوار و جنگ کردن رامچندر با این جماعت تبہ کردار و فتح یافتن بر این طائفہ ناھنجار (۱۲): باب میں رام چندر اور ان کے بھائیوں کے بچپن کے ذکر کے بعد زاہد بشوامتر کا ذکر کیا گیا ہے کہ انھوں نے آکر راجہ دشرتھ سے شہزادوں کی مانگ کی تا کہ وہ اپنے اور اپنے آشرم کو دیووں سے بچا سکیں۔ راجہ دشرتھ کے حکم سے رام اور ان کے بھائی وشوامتر کے ساتھ جنگل گئے اور وہاں دیووں سے لڑائی میں انھیں ہرایا۔ اسی ضمن میں راجہ جنک اور ان کے یہاں ہونے والی سیتا کی شادی کی تقریب کا بھی ذکر کیا گیا ہے جس میں رام چندر کی شادی سیتا کے ساتھ ہوتی ہے اور رام اپنی بیوی کے ساتھ دھوم دھام سے اجودھیا واپس آتے ہیں۔

ث: ذکر مصلحت کردن راجہ دسرتھ بہ ارکان سلطنت و رباب تخت نشینی رام چند و مقرر شدن ساعت این جشن ارجمند و خبر یافتن کیکئی رانی دوم ازین ماجرائے پر حسرت و عہد گرفتن از راجہ دسرتھ برائے اخراج رام چندر و تخت نشینی بھرتھ و گزاشتن رام چندر ملک و مال و روان شدن بصحرا با حال پر اختلال (۱۳): اس حصہ میں اس وقت کا ذکر کیا گیا ہے جب رام چندر کی شادی کے بعد راجہ دشرتھ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے رام کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتے ہیں اور اس لیے وہ ایک عظیم جلسہ بلانے کی فکر میں ہوتے ہیں کہ تبھی ان کی دوسری رانی کیکئی انھیں پہلے کیا گیا ایک وعدہ یاد دلا کر ایسا عہد لیتی ہیں جس میں رام کی جگہ ان کے بیٹے بھرت کو شہنشاہی عطا ہوتی ہے اور رام کو جنگل بھیج دیا جاتا ہے۔ رام کے ساتھ ان کی اہلیہ سیتا اور بھائی لچھمن بھی چلے جاتے ہیں۔

د: ذکر رحلت کردن راجہ دشرتھ از عالم فنا و آمدن بھرت و شترودھن

از مملکت پنجاب (۱۴): دفتر کے اس حصہ میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رام چندر کے جنگل جانے کے غم میں مہاراجہ دشرتھ کی وفات ہو جاتی ہے اور بھرت اور شترودھن جو اپنے نانیہال پنجاب گئے ہوئے تھے وہاں سے واپس آتے ہیں اور یہ ماجرا سن کر دنگ رہ جاتے ہیں۔

اسی طرح آگے کی قسطوں میں رام کے پنج کٹی پہنچنے، لچھمن کے ذریعہ راون کی بہن سوپ نکھا کے ناک کان کاٹے جانے، مملکت راون کا تذکرہ، اس کا پنج کٹی آنا اور ماریچ کی مدد سے سیتا کو اغوا کر کے لنکا لے جانا، رام کا بندروں اور بھالو کے لشکر جرار کے ساتھ لنکا پر حملہ کر کے فتح یاب ہونا، سیتا کا ایودھیا سے اخراج اور غم واندوہ کے عالم میں صحرا نشین ہونا، والمیکی رشی کا سیتا کے پاس آنا اور انھیں اپنے ساتھ اپنی کٹی میں لے جانا وہاں لو اور کش کا پیدا ہونا، جیسے واقعات کو بڑی سادہ اور سلیس زبان میں مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مورخ نے صرف تاریخی واقعوں کو ہی رقم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے سینہ بہ سینہ داستانوں کی آماج گاہ بنانے سے احتراز کیا ہے۔

دفتر دوم:۔ ذکر فرمارو ایان اودھ (۱۵):

اس باب میں اودھ کے ان فرماں رواؤں کا ذکر کیا گیا ہے جو حکومت دہلی کی طرح سے بحیثیت وزیر منتخب ہوئے تھے۔ باب اول کی طرح ہی اس باب کو بھی کئی اقسام میں منقسم کیا گیا ہے، جس میں نواب برہان الملک نواب سعادت خان بہادر بہادر جنگ کا ذکر، نواب وزیر الممالک منصور علی خاں بہادر صفدر جنگ کی حکومت، نواب منصور علی خاں بہادر کا حسب ونسب، محمد علی روہیلہ اور اس کی دارالحکومت اور بریلی وآنولہ کا ذکر، لکھنؤ کے شیخ زادوں اور افغانوں کی جنگ اور افغانوں کی فتح کا ذکر، نواب صفدر جنگ کا دہلی سے آکر احمد خان سے جنگ اور مملکت اودھ کو فتح کرنے کا ذکر، عماد الملک غازی الدین خان فیروز جنگ بھائی نواب آصف جاہ صوبہ دار حیدرآباد کا ذکر، نواب جلال الدین حیدر مشہور بہ نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کی حکومت کا ذکر، نواب شجاع الدولہ بہادر کا احمد خان پر بمقام فرخ آباد لشکر کشی کا ذکر، نواب قاسم علی خان ناظم بنگال کا ذکر، نواب وزیر اور جمعیت انگلشیہ کی صلح کے ذکر کے ساتھ نواب آصف الدولہ یمین الدولہ سعادت علی خاں وغیرہ کی حکومتوں اور ان کے عہد کے اہم کارناموں، واقعات، وزرا اور شعرا کا مفصل حال بیان کیا ہے۔

دفتر سوم: بادشاہان اودھ (۱۶)

اس دفتر میں اودھ کے ان حکمرانوں کا ذکر ہے جنھوں نے خود مختار حکومت کی اور بادشاہ کہلائے۔ ان میں سب سے پہلا نام غازی الدین حیدر کا ہے، ان کے بعد نصیر الدین حیدر، محمد علی شاہ، امجد علی شاہ اور پھر واجد علی شاہ وغیرہ کے حالات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ ضمناً اس دور کے مایہ ناز وزرا، علما، ادبا، شعرا، اور فصحا کا نام بھی لیا گیا ہے۔ اس دفتر کا اختتام اس عہد کی بد انتظامی، انگریزوں کی ناراضی اور ان کے غضب پر ہوتا ہے۔

دفتر چہارم: ہنگامۂ غدر (۱۷)

اس دفتر میں مصنف نے غصب اودھ اور غدر کے مفصل حالات بیان کرنے کے ساتھ اس عہد کی ابتری پر خاص توجہ دی ہے۔ اس کے بعد اودھ کی انگریز حکومت پھر واجد علی شاہ کی قید و رہائی اور قیام مٹیابرج کے ساتھ کوئین وکٹوریہ کا ذکر کیا ہے۔

دفتر پنجم: آغاز ذکر نیاگان (۱۸)

مصنف نے اس دفتر میں اپنے خاندان کے مفصل حالات کے ساتھ اپنی سوانح عمری بھی پیش کی ہے۔

دفتر ششم: در ذکر سندیله (۱۹)

تصنیف کا یہ دفتر سندیلہ کی تاریخی قدامت، وجہ تسمیہ، یہاں کی تعمیرات، خصوصیات، علما، فضلا، ادبا، شعرا، درویش اور مجذوبوں کے حالات پر محیط ہے۔

ان دونوں معرکۃ الآرا تاریخی کتب کے علاوہ مہر سندیلوی نے ''تاریخ اجودھیا'' اور ''تاریخ سندیلہ'' نام کی دو اور تصانیف یادگار چھوڑی ہیں مگر چوں کہ ان دونوں تصانیف کی زبان اردو ہے اور یہ مقالہ مہر سندیلوی کی فارسی تاریخ نگاری کے عنوان سے لکھا گیا ہے لہٰذا ان دونوں تصانیف کا تفصیلی جائزہ نہیں پیش کیا جارہا ہے۔

☆☆☆☆☆

حواشی

(۱) کھیم چند نے ایک مرتبہ ایک بڑا یگیہ کر کے لومن سوا برہمنوں کو خیرات کیا تھا تب سے وہ اس لقب سے یاد کئے جانے لگے۔(ماخوذ تاریخ سندیلہ ص ۱۵۲)

(۲) چند دل پسند۔ درگا پرساد مہر سندیلوی۔ مطبع نول کشور۔۱۹۰۳ء۔ ذیلی نوٹ ۔۳۔۲۲

(۳) ایضاً۔ ذیلی نوٹ ۔۲۷۔۲۶

(۴) گلستان ہند۔ جلد اول۔ ص ۲

(۵) ایضاً۔ ص ۳، (۶) گلستان ہند۔ جلد دوم۔ ص ۲

(۷) گلستان ہند۔ جلد سوم۔ ص ۲

(۸) بوستان اودھ۔ ص ۲

(۹) ایضاً۔ ص ۴

(۱۰) ایضاً۔ ص ۵

(۱۱) ایضاً۔ ص ۶

(۱۲) ایضاً۔ ص ۶

(۱۳) ایضاً۔ ص ۱۰

(۱۴) ایضاً۔ ص ۱۳

(۱۵) ایضاً۔ ص ۳۷

(۱۶) ایضاً۔ ص ۱۱۲

(۱۷) ایضاً۔ ص ۱۲۸

(۱۸) ایضاً۔ ص ۱۹۰

(۱۹) ایضاً۔ ص ۲۵۵

کتابیات و رسائل

(۱) اعلام و افکار۔ سبط محمد نقوی۔ نشاط پریس ٹانڈہ، فیض آباد۔ ۱۹۸۲ء

(۲) بوستان اودھ۔ کنور درگا پرساد مہر۔ کوین پریس سندیلہ۔ ۱۸۹۸ء

(۳) تاریخ سندیلہ۔ درگا پرساد مہر سندیلوی۔ کارونیشن پریس لکھنؤ۔ 1915ء

(۴) روزنامہ قومی آواز لکھنؤ۔ مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۳ء

(۵) گلستان ہند (چاروں جلد)۔ کنور درگا پرساد مہر، کوین پریس، سندیلہ، ہردوئی، ۱۸۹۷ء

(۲) نوابی عہد کے ہندوؤں کا فارسی ادب میں یوگدان۔ ڈاکٹر نریندر بہادر سریواستو، نامی پریس لکھنؤ۔ ۱۹۷۹ء